ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

تأثرات ومشاہدات

آج سے تقریباً ۲۵، ۲۶ سال پہلے کی بات ہے، میں ان دنوں دارالعلوم نانک واڑہ کراچی میں زیر تعلیم تھا، دارالعلوم میں ایک جلسہ ہوا، جس میں بہت سی بزرگ علمی شخصیات کا اجتماع ہوا، جن میں حضرت مولانا سید سلیمان ندوی، حضرت مولانا مفتی محمد حسن اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع جیسے حضرات تشریف فرما تھے، اتنے میں ایک بزرگ تشریف لائے، خوبصورت اور نورانی چہرہ، نہایت بارعب اور پرکشش شخصیت، خوبصورت اور صاف ستھرا جبہ زیب تن، سر پر لنگی اور کلاہ پہنے، سب حضرات نے اٹھ کر ان کا پرتپاک استقبال فرمایا، یہ تھے حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور یہ میرے لئے آپ کی زیارت کا پہلا موقع تھا، اور اسی زیارت سے آپ سے قلبی تعلق قائم ہوگیا، اس کے بعد محترم مولانا محمد طاسین صاحب کی قیام گاہ مجلس علمی میں کئی بار زیارت کا شرف حاصل ہوتا رہا، اور جب آپ نے محرم ۱۳۷۴ھ میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کی بنیاد ڈالی تو انہی دنوں سعودی عرب کے سابق سفیر مرحوم شیخ عبدالحمید الخطیب نے جامع مسجد نیوٹاؤن میں عشاء کے بعد ''عربی کلاس'' کا افتتاح کیا، اور میرے استاد محترم مرحوم ڈاکٹر امین مصری نے اس مرکز میں تدریس کا فرض میرے سپرد کیا، میں روزانہ دارالعلوم نانک واڑہ سے اس مرکز میں عربی پڑھانے آتا اور یہاں سے فارغ ہوکر حضرت کی خدمت میں حاضری دیتا، نہایت شفقت فرماتے، میں عرض کرتا کہ حضرت آپ درجہ تکمیل کے ساتھ دورہ حدیث اور موقوف علیہ کا درجہ بھی جاری فرمائیں، تاکہ ہم لوگ بھی داخلہ لے سکیں۔ (اس وقت تک حضرت کے مدرسہ میں صرف درجہ تکمیل کا اجراء ہوا تھا)۔ تو فرماتے کہ انشاء اللہ! جلد ہی شروع کریں گے، چنانچہ یہ عربی مرکز تقریباً ایک سال تک اس قرب کا ذریعہ بنا رہا۔

پھر ایک سال بعد جب آپ نے دورہ حدیث اور موقوف علیہ کے درجے کا افتتاح فرمایا اور یہ خادم بھی

آپ قصیدہ بردہ کا یہ شعر پڑھتے :

جاءت لدعوته الأشجار ساجدة

تمشي إليه على ساق بلا قدم

آپ کی روح پرور گفتگو سے کبھی دل نہیں اکتایا اور آپ کی مجلس سے کبھی دل سیر نہیں ہوا، آپ سے دوری کے اوقات میں برابر طبیعت بے چین رہتی۔ مصر میں میرا جانا آپ کی اجازت اور آپ کے مشورہ سے ہوا تھا، مصر کی رنگینیوں کی وجہ سے مصر جانے والے حتی الامکان مصر کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور جو واپس ہوتے ہیں وہ ہمیشہ مصر کے رنگین لیل ونہار یاد کرتے ہیں، لیکن میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ میرے لئے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی کی بناء پر مصر ایک جیل خانہ تھا، جس میں، میں نے چار پانچ سال گذارے ہیں اور جب کبھی زیادہ پریشانی کی حالت میں سوتا تو خواب میں آپ کو دیکھتا۔ دعا فرمادیتے یا کوئی اور تسلی کی بات فرمادیتے اور صبح جب اٹھتا تو طبیعت پر سے سارا بوجھ اتر چکا ہوتا، جب میں نیا نیا مصر گیا تو قاہرہ کے ایک ہوٹل میں قیام کیا، رات کو ہوٹل کے شوروغل کی وجہ سے نیند نہیں آتی تھی، ایک روز کافی دیر ہوگئی، غالباً رات کے ایک یا دو بج چکے تھے، پریشان ہو کر سویا، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ مولانا مرحوم بیٹھے ہیں، میں دوزانوں بیٹھا ہوں اور چاروں طرف مدرسہ کے اساتذہ کرام بیٹھے ہیں، میں عرض کرتا ہوں کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا فرمائی اور دعا کے بعد ہاتھ اپنے منہ کے بجائے میرے منہ پر پھیرے، تو مدرسہ کے ایک بڑے استاذ نے عرض کیا کہ میرے لئے بھی دعا فرمائیں، آپ مسکرائے اور فرمایا کہ: **سبقک بها عکاشة**.

مصر سے جب گزشتہ فروری ۱۹۷۷ء کے اوائل میں واپس ہوا تو میں نے رفاقت سفر کے پرانے معاہدے کی دوبارہ تجدید کے طور پر عرض کیا کہ اب تو آپ کوئی سفر بھی اندرون ملک کا ہو یا بیرون ملک کا ہو تو میں انشاء اللہ آپ کے ساتھ رہوں گا، نہایت خوشی کا اظہار فرمایا اور معاہدہ کی توثیق فرمادی۔ ایک موقعہ پر فرمایا کہ دو ہی آدمی ایسے ہیں جن سے سفر میں صحیح آرام ملتا ہے اور پھر میرے مزاج کو خوب جانتے ہیں۔ ایک مولانا حبیب اللہ صاحب اور دوسرا اس خادم کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس سے پہلے بھی نیروبی کے خط میں لکھ چکے تھے کہ الحمدللہ! جس رفاقت کی ضرورت تھی، میسر آگئی۔ اس فرمانے کے بعد انتہاء درجہ قلبی مسرت ہوئی کہ الحمدللہ! اب ہم اس قابل ہو گئے ہیں کہ خدمت کا شرف حاصل کرسکیں، اس کے بعد ایک سفر میں معیت کا شرف حاصل ہوا، جب آپ پہلی بار ۱۲۸ اکتوبر کو کراچی سے اسلام آباد اسلامی نظریاتی کونسل کے پہلے اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے، اجلاس سے فارغ ہو کر اسلام آباد سے بذریعہ موٹر جہانگیرہ تشریف لے گئے، وہاں حضرت مولانا لطف اللہ صاحب مدظلہ سے ملاقات فرمائی اور ان کی اہلیہ مرحومہ کی تعزیت فرمائی، وہاں سے سخاکوٹ تشریف لے گئے اور

حضرت مولانا عزیز گل صاحب بقیۃ السلف مدظلہ سے طویل مجلس فرمائی۔

مردان سے گزرنے کے بعد راستہ میں ایک گاؤں مہابت آباد کی طرف اشارہ کر کے فرمایا' میں اس گاؤں میں پیدا ہوا ہوں' وہاں سے پشاور تشریف لے گئے' پشاور میں اپنے ماموں زاد بھائی مولانا محمد ایوب جان صاحب بنوری کے ہاں قیام فرمایا اور اپنے عزیز و اقارب سے ملاقات فرمائی' پشاور شہر اور قریب قریب سے دوسرے شہروں کے علماء اور صالحین سے ملاقات کے لئے حاضر ہوتے رہے' خصوصاً مولانا محمد اشرف صاحب، مولانا عبدالقدوس صاحب اور مولانا قاضی نورالرحمٰن صاحب۔ ایک روز کے لئے لنڈی کوتل میں تشریف لے گئے اور خادم سے فرمایا کہ: آپ پہلی بار میرے ساتھ پشاور آئے ہیں، اس لئے آپ کو لنڈی کوتل اور درہ خیبر دکھاؤں گا' لنڈی کوتل کے قریب ایک گاؤں میں وہاں کے علماء و مخلصین جمع ہو گئے اور ان کے ساتھ دن کا اکثر حصہ گذارا اور شام کو واپس تشریف لے آئے' دوسرے روز ۴ اکتوبر کی شام کو بذریعہ ہوائی جہاز پشاور سے سیدھے کراچی تشریف لے آئے' گویا یہ الوداعی سفر تھا' جس میں اپنے دوستوں، عزیزوں اور مخلصین سے رخصت ہو رہے تھے' کسی کو کیا معلوم تھا کہ یہ آخری سفر ہوگا' البتہ یہ بات بار بار فرماتے تھے کہ اب میں سفر کے قابل نہیں رہا۔

لیکن اس کے بعد آپ نے تو ایسا سفر اختیار فرمایا کہ ساری حسرتیں دل کی دل میں ہی رہ گئیں۔ کاش کہ یہ سفر اپنے اختیار میں ہوتا اور شرعاً اس کی اجازت بھی ہوتی تو جہاں ملک اور بیرون ملک کے سفر میں معیت کا معاہدہ کیا تھا، آخرت کے سفر کا بھی معاہدہ کر لیتے' آہ ہمارے شیخ ہم سے جدا ہو گئے اور ہمیں یتیم چھوڑ کر اپنے رب سے جا ملے۔

فانا للّٰہ وانا الیہ راجعون. العین تدمع والقلب یحزن وانا بفراقک یاشیخنا وحبیبنا لمحزونون، ولانقول الامایرضی بہ ربنا تبارک و تعالیٰ

اے اللہ! ہم ضعیف و ناتواں ہیں' ہمیں صبر جمیل عطا فرما' اور اے اللہ! ہمارے شیخ مرحوم کی قبر مبارک کو روضۃ من ریاض الجنۃ بنا' اور ان کی پاک روح کو اعلیٰ علیین میں پہنچا کر اکرام و اعزاز فرما۔ اور اے اللہ! ان کا مسکن و ماویٰ جنت الفردوس کو بنا اور ان کے ساتھ وہ معاملہ فرمایا جو تیری شام ارحم الراحمین کے شایان شان ہو۔ اور اے اللہ! آخرت میں ان کو رفع درجات اور علوِ مقامات نصیب فرما۔ اور اے اللہ! جس طرح آپ نے ہمیں ان کی زندگی میں دعواتِ سحری، نالہ ہائے نیم شبی اور دعواتِ حرمین شریفین کی برکات سے سرفراز فرمایا' مفارقت کے بعد بھی ان کی روح پر فتوح کی برکات سے مالا مال فرما کر سرفراز فرما' اور اے اللہ! ان کی چھوڑی ہوئی امانت (مدرسہ عربیہ اسلامیہ) کی حفاظت، خدمت اور ترقی کی اہلیت، ہمت اور توفیق عطا فرما۔

وصلی اللّٰہ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ الٰہ وصحبہ وسلم